OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com



# تفسیر زادالمسیر میں مباحث سیرت کے اسالیب کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Sirah Discussions in Tafsir Zad al-Masir: An Exploration of Methodologies

Muhammad Saqib
PhD Scholar, Mohi ud Din Islamic University, Narian Sharif, AJK.
Email: Saqibhashmi2002@gmail.com

Dr. Sajjad Hussain
Assistant Professor, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Mohi ud Din Islamic University Narian Sharif AJK.
Email: phdicp@gmail.com

Received on: 08-04-2024 Accepted on: 13-05-2024

**Abstract**

This research undertakes a comprehensive analysis of the methodologies employed in discussing Sirah (Prophetic biography) within Tafsir Zad al-Masir, a renowned Quranic exegesis. The study examines the approaches, techniques, and styles utilized by the commentator (Imam Ibn e Jozi) to integrate Sirah narratives into the broader framework of Quranic interpretation.

Key aspects of the analysis include:

1. Contextualization of Sirah within Quranic verses
2. Use of Hadith and other historical sources
3. Biographical and historical contextualization
4. Thematic and theological connections
5. Linguistic and literary devices

This research aims to contribute to a deeper understanding of the intersections between Quranic exegesis and Sirah studies, shedding light on the commentator's hermeneutical approaches and the significance of Sirah in Islamic scholarship.

**Keywords:** Sirah, Zad al-Masir, Ibn-e-Jozi, Quranic interpretation, Linguistic and Literary devices

## امام ابن جوزی کا تعارف

امام ابن جوزی کا نام عبدالرحمن بن علی، آپ کی کنیت ابو الفرج اور آپ کا لقب جمال الدین ہے۔ لیکن آپ مشہور ابن جوزی کے نام سے ہوئے اور آپ کا مسلک حنبلی تھا۔ آپ کا شجرہ جا کر جناب ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔[1]

## ابن جوزی کی وجہ تسمیہ

ایک قول کے مطابق آپ کے آباؤاجداد میں سے ایک بزرگ کا نام جعفر جوزی تھا۔ للذا آپ اسی وجہ سے ابن جوزی کے نام سے مشہور

ہوئے۔ لیکن نسبت جوزی کے بارے میں اور بھی کئی اقوال ملتے ہیں جو آپ کی طرف منسوب ہیں۔ جیسے آپ کے دادا جس علاقے میں رہتے تھے اسے جوزہ کہا جاتا تھا، ایک قول یہ ہے کہ آپ کے گھر ایک جوزہ (اخروٹ کا درخت) تھا جس کی وجہ سے آپ کو جوزی کہا جانے لگا، اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ جس محلے میں رہتے تھے اس محلے کا نام جوزی تھا اسی وجہ سے آپ جوزی کے نام سے مشہور ہوئے اور یہی اکثر مصنفین کی رائے بھی ہے۔[2]

## پیدائش

امام ابن جوزی کی سن ولادت میں بھی تھوڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کے شاگرد ابن الدبیثی کا قول ہے:

"میں نے جب بھی اپنے شیخ امام ابن جوزی سے ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ہر بار یہی کہا کہ مجھے اپنی تاریخ پیدائش کا صحیح علم نہیں شاید میری پیدائش 515ھ کو ہوئی۔"[3]

اس سلسلے میں ایک قول آپ کے نواسے سبط ابن جوزی کا ہے کہ:

"میرے نانا جان کی ولادت بغداد میں "درب حبیب" کے مقام پر 515ھ کو ہوئی اور جب آپ کے والد فوت ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر صرف تین سال تھی۔"[4]

مشہور مؤرخ علامہ ابن اثیر نے نقل کیا ہے کہ:

"امام ابن جوزی کی تاریخ پیدائش 515ھ ہے"[5]

جبکہ ابن رجب حنبلی نے کہا ہے کہ:

"میں نے آپ کی ایک تحریر میں پڑھا جس میں آپ نے اپنے بارے لکھا تھا کہ "مجھے میری پیدائش کا صحیح علم نہیں ہاں یہ پتہ ہے کے میرے والد کا انتقال 514ھ کو ہوا اور میری والدہ فرماتی تھیں کہ میں اس وقت تین برس کا تھا" اگر اس قول کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق امام ابن جوزی کی عمر 511ھ یا 512ھ بنتی ہے۔"[6]

اور امام ابن ذہبی کے نزدیک آپ کی پیدائش 509ھ یا 510ھ ہے۔[7]

درج بالا مختلف اقوال کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ابن جوزی کی تاریخ پیدائش 510ھ سے 511ھ کے درمیان کی ہے۔ اور یہی قول آپ کے نواسے سبط ابن جوزی اور شاگرد ابن الدبیثی کا بھی ہے۔

## وفات

آپ کا وصال رمضان کے مہینے میں پانچ دن بیمار رہنے کے بعد 597ھ کو ہوا۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ تقریباً پوری چھٹی صدی زندہ رہے اور اپنے علم و عرفان سے انسانیت کو ہدایت کی روشنی سے مستفید کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

**امام ابن جوزی کا علمی مقام و مرتبہ** امام ابن جوزی کا شمار ان چند ایک علماء و مشاہیر میں ہوتا ہے کہ جن کو اللہ پاک نے اتنی علمی استعداد عطا کی کہ

انھوں نے اپنی حیات مستعار میں وہ عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جن کاموں کے لیے عمریں درکار ہوتی ہیں۔امام ابن جوزی اپنی غیر معمولی علمی استعداد کی وجہ سے بیک وقت ایک مفسر قرآن، عظیم محدث ، بے مثال فقیہ ، مؤرخ ،ادیب اور ایک بااثر واعظ بھی تھے۔آپ ہر قسم اور ہر فن کی کتب کا مطالعہ بڑے شوق سے کیا کرتے تھے۔چنانچہ آپ اپنے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ :

"میں مطالعہ کتب سے کبھی سیر نہیں ہوا۔اور جب کبھی میں کسی ایسی کتاب کو دیکھتا ہوں جو میں نے پہلے نہ دیکھی ہوتی تو مجھے ایسا لگتا گویا کہ مجھے کوئی خزانہ مل گیا ہے۔"[8]

کسی بھی شخصیت کی اپنے کام میں مہارت کا صحیح پتہ اس وقت چلتا ہے کہ جب اس کے اپنے درجہ کے لوگ اس کی ذہانت و مہارت کا اعتراف کریں۔اس لحاظ سے بھی امام ابن جوزی اپنی منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔آیئے چند ایک اصحاب علم اور اہل نظر کی زبانی آپ کے علمی مقام و مرتبہ کو جو بیان کیا گیا ہے اس کو دیکھتے ہیں۔

آپ کے بارے میں امام ذہبی نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے :

"آپ تفسیر میں سمندر کی مانند تھے سیر وتاریخ کو بہت زیادہ جاننے والے تھے۔آپ کی گفتگو بہت عمدہ ہوتی تھی آپ مختلف فنون کے ماہر تھے ، عظیم فقہی تھے اور اجماع واختلاف کو خوب جاننے والے تھے۔ طلب علم میں جتنا حریص میں نے آپ کو پایا اور کسی کو نہ پایا اور جتنا تحریری کام آپ نے کیا میں نہیں جانتا اور کسی نے کیا ہو"۔[9]

اپنے زمانے کے مشہور و معروف مفسر و مؤرخ علامہ ابن کثیر اس طرح امام ابن جوزی کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہیں :

"آپ بہت بڑے عالم تھے۔اللہ کریم نے آپ کو کافی علوم اور فنون میں ایک خاص مقام عطا کیا ہوا تھا جو شاید ہی کسی اور کو نصیب ہوا ہو۔آپ نے مختلف علوم وفنون میں تقریبا تین سو مصنفین سے ان کی تصنیفات کو جمع کیا۔آپ نے خود تقریبا دو سو جلدیں تحریر کیں۔اللہ کریم نے آپ کو تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر میں بھی منفرد مقام عطا کیا ہوا تھا۔کوئی شخص بھی آپ کے انداز بیان جیسا انداز نہیں رکھتا تھا۔نہ ہی فصاحت وبلاغت میں ،نہ حلاوت وشیرینی میں ،نہ اثر آفرینی میں ،نہ ہی تمثیلات کے ساتھ بیان کرنے میں ،نہ ہی مختصر الکلام ہونے میں اور نہ ہی سریع الفہم عبارات لکھنے میں۔"[10]

درج بالا اقوال سے بخوبی اس چیز کو جانا جاسکتا ہے کہ امام ابن جوزی کا علماء کی نظر میں کیا مقام و مرتبہ تھا۔اگرچہ آپ کو مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل تھا مگر بعض علوم میں آپ کی خدمات غیر معمولی ہیں جیسے :علوم القرآن، حدیث ،تاریخ اور وعظ وغیرہ۔

### تفسیر زاد المیسر فی علم التفسیر کا تعارف

امام ابن جوزی نے تفسیر پر سب سے پہلے جو کتاب تالیف کی اس کا نام "المغنی" تھا جو کہ کافی مفصل و متداول تھی جس کو پڑھنا اور سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی۔پھر انہوں نے ایک اور تفسیر تالیف کی جو کہ مذکورہ تفسیر کا خلاصہ تھی جس کا نام "تذکرۃ الاریب فی تفسیر الغریب " تھا اس میں کافی اختصار پایا جاتا تھا۔افسوس کہ یہ دونوں تفاسیر مکمل طور پر محفوظ نہ رہ سکیں۔پھر اس کے بعد آپ نے ایک متوسط درجہ کی

تفسیر تالیف کی جو "زادالمسیر فی علم التفسیر" کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے اور کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہو بھی چکی ہے اور اسے پہلی مرتبہ دار الکتاب العربی، بیروت نے شائع کیا ہے۔ اس تفسیر کا سبب تالیف امام ابن جوزی خود ہی اس کے مقدمے میں بیان کرتے ہیں کہ:

کتب تفاسیر کی تین اقسام ہیں۔ اول الذکر وہ ہیں جو کافی تفصیل میں ہیں۔ اسی لیے ان کو ضبط کرنا کافی مشکل تھا۔ اور ثانی الذکر وہ تفاسیر ہیں جن میں اتنا زیادہ اختصار پایا جاتا تھا کہ بعض اوقات معانی کی وضاحت بھی صحیح طرح نہیں کی جاتی تھی۔ اور جو درمیانی درجہ کی ہیں ان میں سے کچھ کی تو ترتیب صحیح نہیں ہے اور کچھ ایسی ہیں جن میں نہ تو غریب الفاظ کے معانی کی وضاحت کی گئی ہے اور نہ ہی مشکل مقامات بیان کیے گئے ہیں۔ لہذا ان ساری صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایک ایسی تفسیر تالیف کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو مذکورہ تمام نقائص سے محفوظ ہو۔[11]

## تفسیر زادالمسیر میں امام ابن جوزی کا منہج واسلوب

کسی تفسیر کے منہج واسلوب کو جاننے کے لیے تین طریقے ہو سکتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلا طریقہ: اس میں مصنف خود ہی اپنا منہج واسلوب بیان کر دے۔

دوسرا طریقہ: مصنف کی کتاب کا صحیح طریقے سے مطالعہ کیا جائے پھر اس سے تصنیف کا منہج معلوم کیا جائے۔

تیسرا طریقہ: آخری صورت میں مذکورہ بالا دونوں طریقوں کو ملا کر دیکھا جائے۔ اور یہ آخری طریقہ سب سے مؤثر واعلیٰ ہے اور اسی تیسرے طریقے کی طرف امام ابن جوزی نے خود اپنی تفسیر زادالمسیر کے مقدمے میں اشارہ بھی کیا ہے فرماتے ہیں:

"وقد ادرجت فی هذا الکتاب من هذه الفنون المذکورة مع مالم اذکره مما لا یستغنی التفسیر عنه"[12]

(میں نے اس کتاب میں پہلے مذکور فنون کو بھی بیان کیا ہے اور ساتھ میں ایسے بھی فنون ذکر کیے ہیں جن کو میں نے پہلے ذکر نہیں کیا ہوا کیونکہ ان کے بغیر تفسیر کامل نہیں ہوتی۔)

یعنی امام ابن جوزی نے جو منہج اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے وہ بھی ہے اور کچھ ایسے فنون بھی ہیں جن کو یہاں مقدمے میں بیان نہیں کیا گیا۔ پس ہم پہلے ان مناہج کو دیکھتے ہیں جو امام ابن جوزی نے خود بیان کیے ہیں:

1. امام ابن جوزی ایک بات کا ذکر ہو جانے کے بعد اس کا تکرار نہیں کرتے بلکہ صرف اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔
2. آپ نے دوران تفسیر اختصار سے کام لیا ہے۔
3. کسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس سے متعلق ضروری امور مثلاً اسباب نزول، ناسخ منسوخ، مکی و مدنی ہونا، آیت سے ثابت حکم، آیت پر وارد ہونے والے اشکال اور ان کے جواب وغیرہ بیان کیے ہیں۔
4. اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ تمام تر صحیح اقوال کو مختصراً بیان کیا جائے۔
5. دوران تفسیر اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تمام اقوال واحادیث صحیح ذکر کیے جائیں۔

یہ وہ امور تھے جن کو امام ابن جوزی نے خود منہج کے طور پر ذکر کیا ہے۔ درج ذیل مثالوں سے امام ابن جوزی کے بیان کردہ منہج اور اس کے ساتھ دیگر مناہج کو جاننے کی کوشش کی جائے گی جیسے :

1۔ امام ابن جوزی نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں انہوں نے سب سے پہلے فضیلت علم تفسیر کو بیان کیا، دوسری فصل میں تفسیر و تاویل میں فرق کو بیان کیا، تیسری فصل میں مدت نزول قرآن کو بیان کیا، اس کے بعد سب سے پہلی اور آخری وحی پر بات کی، پھر تعوذ اور تسمیہ کے بارے میں فصل قائم کی پھر اس کے بعد سورۃ فاتحہ کی تفسیر شروع کی۔

2۔ امام ابن جوزی کسی بھی سورت سے پہلے اس کے فضائل بیان کرتے ہیں مثلاً سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا اس کے فضائل سے آغاز کیا ہے۔[13]

3۔ اور جن سورتوں کی فضیلت نہ بیان کی جائے تو ان کے مکی و مدنی ہونے کا مختصراً ذکر کرتے ہیں جیسے سورۃ آل عمران، سورۃ النحل، الزخرف وغیرہ۔[14]

4۔ سورتوں کے فضائل بیان کرنے کے دوران صحیح احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

5۔ بعض سورتوں کے آغاز میں ہی اہم امور کو فصلیں قائم کر کے پہلے ہی بیان کیا گیا ہے۔ جیسے سورۃ التوبہ کے آغاز میں سات فصلیں قائم کی گئیں ہیں۔[15]

6۔ سورتوں کی ابتدا میں ان کے مختلف اسماء ذکر کیے گئے ہیں جیسے سورۃ فاتحہ کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے۔[16]

7۔ کسی بھی سورۃ یا آیت کے سبب نزول سے متعلق جتنے بھی اقوال ہوں ان کو ذکر کیا گیا ہے جیسے سورۃ الفتح کی ابتدا میں اس کا سبب نزول ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کی آیات سے متعلق جتنے اقوال تھے ان کو ذکر کیا ہے۔[17]

8۔ امام ابن جوزی کی یہ بھی کوشش رہی ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی کسی شخص کا اشارۃً ذکر آیا ہے ان کے نام کی وضاحت کی جائے۔ جیسے ﴿أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾[18] یہاں پر اس سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہما ہیں۔

9۔ امام ابن جوزی نے اکثر مقامات پر مختلف قرّاء کی قراءتوں کو بھی ذکر کیا ہے۔

10۔ دوران تفسیر مختلف مفسرین کے کسی مسئلہ پر اقوال ذکر کرتے ہیں اور پھر جمہور کے قول کو ذکر کرتے ہیں۔

11۔ امام ابن جوزی کی تفسیر کو پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ماوردی کی تفسیر "النکت والعیون" کا اسلوب اپنایا ہوا ہے۔[19]

12۔ جہاں تک فقہی مباحث کا تعلق ہے تو امام ابن جوزی فقہی مسئلہ کی وضاحت مختصراً کرتے ہیں اور امام احمد بن حنبل کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے نماز میں سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کا حکم ہے۔[20]

13۔ امام ابن جوزی نے تفسیر بالماثور کا بھی خاص اہتمام کیا ہے۔ جہاں پر قرآنی آیات کی تفسیر میں، قرآن، حدیث، اقوال صحابہ اور عربی لغت

کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کو ضرور ذکر کرتے ہیں۔

14۔آپ نے ناسخ و منسوخ کو بھی کافی توجہ دی ہے اور اس پر بحث بھی کی ہے۔[21]

15۔بوقت ضرورت اشعار سے بھی استشہاد پیش کیا ہے۔

16۔عرب کے لہجوں اور لغت سے متعلق بھی امام ابن جوزی نے قاری کو کافی معلومات دی ہیں۔

### تفسیر زادالمسیر میں مذکور نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے اہم واقعات

حضور اکرم ﷺ کی مکی زندگی کو دعوت و تبلیغ دین کے حوالے سے مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔تاکہ مکی دورِ سیرت کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاسکے۔

#### پہلا دور

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مکی دور کو دیکھا جائے تو آغاز بعثت سے اعلان نبوت تک تقریباً تین سال بنتے ہیں ان میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خفیہ طریقے سے خاص کر اپنے لوگوں کو ہی دعوت دیتے رہے جس کی خبر اہل مکہ کو بھی نہ تھی۔

#### دوسرا دور

دوسرا دور اعلان نبوت سے شروع ہوتا ہے اور مختلف قسم کے ظلم وجور اور فتن کے آغاز تک تقریباً دو سالوں پر محیط ہے۔ جس میں پہلے مخالفت کی گئی پھر استہزاء و تضحیک، سب و شتم اور مختلف قسم کے پروپیگنڈے کیے گئے۔اور پھر مسلمانوں پر طرح طرح کی زیادتیوں کے بازار گرم کیے گئے اور اہل مکہ کے اس ظلم و جبر کے سب سے زیادہ وہ لوگ شکار ہوئے جو نسبتاً غریب اور بے یار و مددگار تھے۔

#### تیسرا دور

تیسرا دور ان فتنوں کے آغاز سے ہو کر وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ (10 نبوی) تک جاتا ہے۔ان پانچ چھ سالوں میں اہل مکہ نے اپنی مخالفت کی انتہاء کر دی جس کی وجہ سے بہت سارے مسلمانوں نے کفار مکہ کے ہاتھوں تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ جبکہ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے خاندان اور باقی نو مسلم کے ساتھ معاشی و معاشرتی بائیکاٹ بھی کیا گیا اور ان کو شعب ابی طالب میں محصور بھی کیا گیا۔

#### چوتھا دور

یہ دور تقریباً دس نبوی سے لے کر تیرہ نبوی تک کا ہے۔ جو کہ تقریباً تین سال بنتے ہیں یہ دور نبی آخر الزماں علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کے لیے اتنا مشکل دور تھا کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے سر زمین مکہ تنگ کر دی گئی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے طائف کا رخ کیا مگر وہاں جا کر بھی آپ ﷺ کو پناہ نہ ملی۔ بالآخر وہ گھڑیاں بھی آگئیں کہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے انصار کے سینے آپ ﷺ کے لیے کشادہ ہو گئے جن کی دعوت پر آپ ﷺ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ پاک کی طرف ہجرت فرمائی۔اس

طرح حضور اکرم ﷺ کی مکی زندگی کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اب بالترتیب ان تیرہ سالوں میں پیش آمدہ چند ایک حالات وواقعات کے تناظر میں مکی دور سیرت کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

**نبی کریم ﷺ پر وحی کی ابتداء**

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ ۔ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴾

(آپ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا اس نے انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ساتھ سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔)[22]

امام ابن جوزی اپنی تفسیر زادالمسیر میں "سورۃ العلق" کے ابتدائیہ میں بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ علق میں پہلی پانچ آیات پہلی وحی میں نازل کی گئیں اور باقی آیات بعد میں ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اور اس ضمن میں جو روایت زیادہ صحیح ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں بھی ذکر کیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ :

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں کی صورت میں ہوئی۔ آپ جو خواب میں دیکھتے دن کو بالکل ویسے ہی اس کی تفسیر پاتے۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ رہنے کے بعد حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے دل میں خلوت نشینی کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ غار حرا (مکہ سے چند میل دور ایک غار ہے جسے غار حرا کہتے ہیں اس کا راستہ بھی کافی کٹھن ہے) میں تشریف لے جاتے۔ چند روز قیام فرماتے اور مشغول عبادت رہتے پھر گھر کو لوٹ آتے۔ کچھ وقت گھر پر ٹھہرنے کے بعد کھانے پینے کی کچھ چیزیں ساتھ لے جاتے اور پھر وہاں غار حرا میں قیام کرتے اور مصروف عبادت رہتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ ایک رات اپنے معمول کے مطابق مصروف عبادت تھے کہ جبریل امین آئے اور کہا "اقراء" آپ پڑھیے۔ جواباً آپ نے فرمایا "ما انا بقاری" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبریل امین نے آپ کو سینے سے لگایا اور خوب زور سے بھینچا جس سے آپ کو کافی تکلیف ہوئی۔ پھر جبریل امین نے کہا "اقراء" جواباً آپ نے پھر وہی کہا جبریل امین نے پھر آپ کو تیسری بار سینے سے لگا کر زور سے بھینچا اور کہا" اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ" نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر یہ پانچوں آیات تلاوت فرمادیں۔[23]

اس ناگہانی واقعہ نے آپ کو خوف زدہ کر دیا۔ چنانچہ گھر لوٹ آئے تو دہشت سے دل کانپ رہا تھا اور آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا "زملونی زملونی "مجھ پر کپڑا ڈال دو، مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ تو انھوں نے کپڑا ڈال دیا جب یہ دہشت اور سراسیمگی دور ہو گئی تو حضور اکرم ﷺ نے یہ سارا واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس پر آپ کی دانشمند رفیقہ حیات نے تسلی دیتے ہوئے کہا یہ اندیشہ آپ ہر گز نہ کریں۔ بخدا آپ کو کبھی بھی اللہ کریم رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ نے ہمیشہ صلہ رحمی کی ہے، لوگوں کا

بوجھ اٹھایا ہے، ناداروں کی امداد کی ہے، مہمان کی خاطر تواضع کی ہے اور مصیبت کے وقت لوگوں کے کام آنے والے ہیں۔

"پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے ہمراہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ ان کا چچازاد بھائی تھا۔اور زمانہ جاہلیت سے عیسائیت اختیار کر چکا تھا۔اور انجیل کو عبرانی زبان سے عربی زبان میں لکھا کرتا تھا اور اب وہ کافی بوڑھا بھی ہو چکا تھا اور اس کی بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے سارا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ بن نوفل نے یہ سب سن کر کہا کہ آپ پر ہی وہ ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) نازل ہوا ہے۔

جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ کاش! اس وقت میں طاقتور ہوتا، کاش! اس وقت میں زندہ ہوتا جس وقت آپ کی قوم آپ کو جلاوطن کرے گی تو میں اس وقت آپ کی ضرور مدد کرتا۔ اس پر حضور نے فرمایا کیا مجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ تو ورقہ بن نوفل نے کہا بے شک جو بھی وہ چیز لے کر آیا جو آپ لے کر آئے ہیں تو اسے اذیت ہی دی گئی ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہی ورقہ بن نوفل بھی انتقال کر گیا۔"[24]

**دعوت دین کا آغاز**

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾

"اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو"[25]

امام ابن جوزی درجہ بالا آیت مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے آپ کو اعلانیہ دعوت و تبلیغ کے بارے حکم ارشاد فرمایا جس کی مزید وضاحت میں امام ابن جوزی نے بخاری و مسلم کی اس روایت کو ذکر کیا جس کے راوی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ :

"قال : يامعشر قريش :اشتروأأنفسكم من الله لاأغنی عنكم من الله شيأً يابنی عبد مناف لا أ غنی عنكم من الله شيأً يا عباس بن عبدالمطلب لا أ غنی عنک من الله شيأً ، يا فاطمة بنت محمد سلينی ما شئت ماأغنی عنک من الله شيأً"[26]

یعنی جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے پکارا اے گروہ قریش، اے بنی عبد مناف (سارے قریش کے قبائل کے نام لے لے کر پکارا) یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے اور جو خود نہ آ سکا اس نے اپنی طرف سے کسی آدمی کو بھیج دیا جو بات سن کر اس کو بتلائے۔ جب سارے لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تمھیں یہ کہوں کہ اس وادی میں سواروں کا ایک دستہ ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا تم میری اس بات کو مان لو گے؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں ضرور مانیں گے۔ کیونکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے آج تک کوئی غلط بیانی نہیں کی اس پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا سنو! "**فانی نذير لكم بين يدی عذاب شديد**" (کہ میں تمھیں اللہ کے عذاب شدید کے آنے سے پہلے متنبہ کر رہا ہوں کہ کفر و شرک سے باز آجاؤ، اللہ

تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مان لو ورنہ تمہیں برباد کر دیا جائے گا) جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بات کہی تو فوراً ابو لہب گستاخ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا "تباً لك سائر اليوم الهذا جمعتنا" (تمہیں سارا دن خرابی ہو کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے) اس پر حضور اکرم ﷺ تو خاموش رہے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ مگر اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیتے ہوئے پوری سورۃ لہب نازل فرمادی۔ جس میں نہ صرف ابو لہب بلکہ اس کی بیوی پر بھی اپنا غضب بیان کیا۔[27]

**اعلانیہ عبادت و تبلیغ دین کا حکم**

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾

"سو آپ اعلان کر دیجیئے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور منہ پھیر لیجیئے ان مشرکوں سے۔ بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں"[28]

امام ابن جوزی اس آیت مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس بارے مین تین قسم کے اقوال منقول ہیں:

**پہلا قول:** یعنی جو آپ کو حکم دیا جائے اس کو کر گزریں اور کسی کی پرواہ نہ کریں یہ قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔

**دوسرا قول:** یعنی جو تبلیغ دین کا اہم فریضہ آپ کو سونپا ہے اب اس کو علی الاعلان پورا کریں۔ اور یہ قول مجاہد کا ہے۔

اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ظاہری اور اعلانیہ طور پر اس طرح حق کو بیان کریں کہ اس سے باطل بالکل صاف اور ظاہر ہو جائے۔

**تیسرا قول:** مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو قرآن کریم کی تلاوت آپ ﷺ نماز میں سری طور پر کیا کرتے تھے۔ کفار و مشرکین کی وجہ سے اب آپ تلاوت قرآن کو با آواز بلند کریں اور ان اوباشوں کی فکر ہر گز نہ کریں۔ ہم ان کے شر سے آپ کی حفاظت کے لیے کافی ہیں۔[29]

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے چھپ چھپ کر اور سری طور پر عبادت و تلاوت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح دعوت دین کا کام بھی خفیہ طریقے سے کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اعلان و اظہار میں کفار کی ایذاء رسانی کا زیادہ خطرہ ہوتا تھا۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے استہزاء کرنے والے اور ایذاء دینے والے کفار کی ایذاء رسانیوں سے حفاظت کرنے کا ذمہ خود لے لیا۔ تب جا کر بے فکری کے ساتھ اعلانیہ عبادت و دعوت کا کام شروع کیا گیا۔[30]

﴿انا كفينك مستهزئين﴾

یعنی ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے۔

امام ابن جوزی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

آپ کسی فرد مشرک سے خائف نہ ہوں آپ پر جو زبان طعن دراز کرے گا۔ جو گستاخی کی جرأت کرے گا اور جو بے ہودہ مذاق کرے گا ہم خود

ان کو دیکھ لیں گے۔ان کا شر آپ تک ہر گز نہ پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کہا گیا ہے کہ جو لوگ ان کاموں میں مصروف اور پیش پیش رہتے تھے۔ وہ یہ پانچ رؤوسائے قریش تھے۔ ولید بن مغیرہ، ابو زمعہ، اسود بن عبد یغوث، عاص بن وائل اور حارث بن قیس ان تمام کو اللہ کریم نے ذلت کی موت سے ہلاک کیا۔ حالانکہ اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے سے پہلے ان کفار مکہ کی دیدہ دلیری اتنی تھی کہ حضرت طارق بن عبد اللہ

المحاربی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :

"میں نے حضور اکرم ﷺ کو بازار (ذی المجاز) میں دیکھا میں وہاں پر کچھ خرید و فروخت کر رہا تھا حضور نے سرخ رنگ کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اور بلند آواز سے یہ فرما رہے تھے کہ "اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے "اور آپ کے پیچھے پیچھے ایک شخص جا رہا تھا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو پتھر مار رہا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی پنڈلیاں اور ایڑیاں مبارک خون آلود ہو گئیں تھیں اور وہ شخص ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا تھا۔ اے لوگو! اس کی بات قطعاً نہ سننا یہ جھوٹا ہے"

حضرت طارق بن عبد اللہ المحاربی فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ حضور کون ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ لڑکا بنی عبد المطلب سے ہے پھر میں نے پوچھا کہ وہ شخص کون ہے جو ان کے پیچھے پیچھے ہے اور پتھر بھی مار رہا ہے۔ تو لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا چچا عبد العزیٰ یعنی کہ ابو لہب ہے۔[31]

**واقعۂ معراج**

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرم سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گرد و نواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔)[32]

امام ابن جوزی مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مبارکہ جمہور کے نزدیک مکی ہے۔ مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ اس کی آٹھ آیات (73 تا 80) مدنی ہیں۔[33]

اس آیت مبارکہ میں بھی آپ حسب سابق بعض الفاظ کی لغت اور قرأت کے لحاظ سے جو مختلف اقوال تھے انھیں ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے مختصراً نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی معراج کو بیان کیا ہے۔ اس واقعے کے ضمن میں جو جو روایات آئیں ہیں ان کا بھی حوالہ دیا اور مزید تفصیل کے لیے انھوں نے اپنی کتاب "الحدائق" کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ طوالت سے بچا جا سکے۔

**مدینہ کی طرف ہجرت**

﴿وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ﴾

(اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیریں فرما رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔)[34]

امام ابن جوزی نے درج بالا آیت مبارکہ کے ضمن میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جارہا ہے۔ جس کا پس منظر ذیل سطور میں ہے۔

مدینہ پاک میں دین اسلام کی روشنی جو آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی اس کی وجہ سے اہل مکہ کو یہ فکر لاحق ہوگئی تھی کہ کہیں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام بھی ہجرت کر کے ان کے پاس نہ چلے جائیں اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر اسلام کا سد باب کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے انھوں نے دارالندوہ میں مکہ کے بڑے مفکروں اور دانشوروں کا اجلاس منعقد کیا۔ جس میں ابلیس بھی ایک شیخ کبیر کے روپ میں آ نکلا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے تو اس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں تم لوگ جس مقصد کے لیے جمع ہوئے ہو مجھے اس کا پتہ چلا تو میں نے بھی کہا کہ اس اجلاس میں شرکت کرتے ہیں فکر نہ کرو میں تمھیں کوئی بہتر ہی مشورہ دونگا۔

چنانچہ اس ملعون کو بھی اجلاس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس طرح ابلیس بھی اہل مکہ کے اس اجلاس میں شامل ہو گیا۔ اور کہا گیا کہ اس شیخ کبیر کی بات غور سے سننا۔ جب رائے لوگوں سے لی گئی تو ایک نے کہا کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو رسیوں سے باندھ کر ایک تنگ و تاریک حجرے میں ہمیشہ کے لیے قید کر لیتے ہیں۔ اس پر ابلیس بولا کہ یہ کیسی بات ہے کہ جب مسلمانوں کو اس بات کا پتہ چلے گا تو تم تک پہنچ جائیں گے اور تمھارے ہاتھوں سے اسے چھڑا کر لے جائیں گے۔

ایک نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو جلاوطن کر دیتے ہیں اس بات کی بھی ابلیس تردید کرتے ہوئے بولا کہ اس طرح تو مسلمان سارے اکٹھے ہو کر آئیں گے اور تمھارے اوپر حملہ کر دیں گے۔ پس ابو جہل بولا کہ ہر قبیلے کا ایک ایک فرد لیا جائے ان سب کو تلواریں دی جائیں۔ اور ان کو کہا جائے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر یک بارگی حملہ آور ہوں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے۔ بنو ہاشم تو تمام قبائل سے لڑنے سے رہے بالآخر وہ دیت پر راضی ہو جائیں گے۔ اور ہم سب کے لیے دیت دینا بھی آسان ہو جائے گا۔

ابو جہل کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا خاص طور پر ابلیس جو شیخ نجد بن کر آیا ہوا تھا۔ وہ تو خوشی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ "ھذا و اللہ الرأی" اِدھر یہ سارے لات و عزیٰ اور ہُبل کے پجاری حضور اکرم ﷺ کے قتل کی سازشیں کر رہے تھے تو اُدھر رب مصطفی ﷺ بھی اپنے محبوب کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رہا تھا۔ چنانچہ جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور راتوں رات ہجرت کا حکم سنا دیا اور ساتھ ہی ان لوگوں کی خفیہ سازشوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔[35]

حضور اکرم ﷺ نے اہل مکہ کی تمام امانتیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں اور اپنے بستر پر لیٹنے کو کہا۔ اور خود سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے اور ﴿وجعلنا من بین ایدیھم---﴾[36] کی آیت مبارکہ تک پڑھ کر ان دشمنان اسلام پر

پھونکا جو محاصرہ کر کے کھڑے تھے۔ان کی بینائی جاتی رہی اور وہ نیند سے اونگھنے لگے اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام وہاں سے بخیر وعافیت نکل کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ان کو اپنے ساتھ لے کر غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادھر جب صبح ہوئی تو ان مشرکوں نے دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بستر پر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں۔ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بہر حال وہ کہاں چپ بیٹھنے والے تھے وہ سارے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے تعاقب میں نکل پڑے یہاں تک کہ وہ اس پہاڑ پر موجود غار ثور کے پاس جا پہنچے۔

جب غار کے قریب گئے تو دیکھا کہ کبوتروں نے وہاں پر گھونسلا بنا رکھا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ مکڑی نے اپنا جالا بنایا ہوا تھا چنانچہ جب انھوں نے اس جالے کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر وہ یہاں پر آتے تو یہ مکڑی کا جالا یہاں پر نہ ہوتا۔لہٰذا وہ یہاں پر نہیں ہیں پس وہ سارے خائب و خاسر وہاں سے چلے گئے۔اس طرح خدائی تدبیر کامیاب ہوئی اور حضور اپنے یار غار کے ساتھ عازم مدینہ ہوئے۔[37]

امام ابن جوزی نے اس واقعے ہجرت کو نہ صرف تفصیل سے بیان کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے مختلف کتب احادیث کے حوالے بھی دیے ہیں۔ تفسیر زادالمسیر میں مذکورہ بالا بحث کو دیکھا جائے تو اس بات کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام ابن جوزی کا جو اسلوب تھا وہ بیانیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی بھی تھا۔اور یہ بھی امام ابن جوزی کا خاصہ ہے کہ آپ طوالت سے ہمیشہ بچتے ہوئے اختصار کو اپناتے ہیں اور اگر کوئی واقعہ تفصیل طلب ہو تو نیچے حاشیہ میں اس کی تفصیل کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔تاکہ ہر قاری بغیر اکتاہٹ کے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اس سے استفادہ کرتا رہے۔

### تفسیر زادالمسیر میں مذکور نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے اہم واقعات

مدنی دور کے اہم واقعات میں اکثر غزوات کا ہی ذکر ہے اس لیے یہاں پر اختصار کی خاطر صرف تین غزوات کو تفسیر زادالمسیر کی روشنی میں ذکر کیا جاتا ہے۔

### 1۔غزوہ بدر الکبریٰ (17 رمضان 2ھ)

قرآن کریم نے غزوۂ بدر کو دو جگہ (سورۃ آل عمران اور سورۃ الانفال) میں ذکر کیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْـتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾۔[38]

(اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمھاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو۔)

سورۃ انفال میں اس غزوہ بدر کو کافی تفصیل سے آیت نمبر 5 تا 41 تک ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَـكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾[39]

(اور جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمھاری سن لی کہ میں تمھاری مدد کرنے والا ہوں۔ہزار فرشتوں کی قطار سے)۔

### مقام بدر کی وجہ تسمیہ اور محل وقوع

امام ابن جوزی نے اپنی تفسیر زادالمسیر میں سورۃ آل عمران کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مقام بدر کی وجہ تسمیہ سے متعلق دو قول نقل کیے ہیں۔

پہلا قول امام شعبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مقام بدر کو اس وجہ سے بدر کہا جاتا ہے کہ یہاں پر ایک شخص کا کنواں تھا جس کا نام بدر تھا اسی وجہ سے اس جگہ کو بدر کہا جانے لگا۔ جبکہ دوسرے قول کے مطابق جس کو واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا کہ اس جگہ کو بدر اس کنویں کی وجہ سے نہیں کہا جاتا تھا بلکہ اس وادی کا نام ہی بدر تھا۔ جہاں پر دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تھے۔[40]

بدر کا پورا نام بدر حنین ہے یہ سعودی عرب کے صوبے "المدینہ" میں شہر مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلے پر شام کو جانے والے راستے پر واقع ہے۔[41]

**غزوۂ بدر کے اسباب**

تاریخ اسلام میں اس غزوہ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہ غزوہ سب سے بڑا غزوہ تھا جس کا سب سے بڑا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل اور قریشی قافلہ تجارت کا شام کی طرف سے آنا تھا۔ جس کے تعاقب کے لیے حضور اکرم ﷺ مقام عشیرہ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ قافلہ تو ایک دو روز قبل ہی اس جگہ سے نکل گیا ہے اور اس تجارتی قافلے کی قیادت ابو سفیان کر رہا تھا۔ پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس قافلے کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو اس قافلے کی واپسی کی اطلاع ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ اس قافلے میں ابوسفیان کے علاوہ رؤسائے مکہ میں سے مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص بھی موجود ہیں اور اس کی حفاظت کے لیے چالیس آدمیوں کا ایک جتھہ بھی ہے تو نبی مکرم ﷺ نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ اس قافلے کے پیچھے نکلیں چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"هذا ابو سفيان قافلا بتجارة قريش فاخرجوا لها لعل الله ينفلكموها"۔[42]

(یعنی یہ ابوسفیان ہے جو تجارتی قافلے کے ساتھ واپس آرہا ہے۔ نکلو شاید اللہ تعالیٰ ان کے اموال ہمیں عطا فرمادے۔)

**اسیران بدر کے لیے مشاورت**

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی جس میں ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا دیے گئے جبکہ اسلام کے مجاہدین میں سے صرف چودہ کو ہی شہادت کی دولت نصیب ہوئی۔ جب حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس قیدی لائے گئے تو اس معاملے پر آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان قیدیوں سے فدیہ لے ان کو رہا کر دیا جائے۔ اور اس فدیہ کی رقم سے مسلمانوں کو تقویت ملے گی۔ اور جن کو آزاد کیا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے اور وہ ایمان لے آئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ سب کفار کے سردار ہیں اس طرح کفار کی طاقت بھی ختم ہو جائے گی۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا قیدیوں سے فدیہ لے کر آزاد کرنے کا حکم ارشاد فرما دیا۔ لیکن بعد میں جو آیات مبارکہ نازل ہوئیں ان میں حضرت عمر فاروق کی رائے کی

تائید کی گئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[43]

اس آیت مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن جوزی اپنی تفسیر زادالمسیر میں امام قرطبیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں جو عتاب ذکر کیا گیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ پر نہیں بلکہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہے جنھوں نے میدان جنگ میں کفار کو چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور مال کے حصول کے لیے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا۔ امام قرطبیؒ آخر میں فرماتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور اس کے بغیر اس آیت مبارکہ کی کوئی اور توجیہ درست نہیں۔[44]

امام ابن جوزی نے اس واقعہ (غزوہ بدر) کو جس انداز میں بیان کیا ہے وہ مؤرخانہ اور بیانیہ انداز ہے جس میں آپ نے تاریخی لحاظ سے اس غزوہ کی وضاحت کی پھر اس کا محل وقوع، اس کی وجہ تسمیہ پر اقوال مفسرین اور اس کے بعد اس کے اسباب و نتائج بیان کئے۔ اور طوالت سے بچنے کے لیے انہوں نے دیگر کتب تفاسیر کی طرف اشارہ فرمادیا۔

### 2۔ غزوہ احد اور اس کے محرکات (17 شوال 3ھ)

قریش مکہ کی غزوۂ بدر میں پسپائی صرف جنگی نوعیت کی ہی ہزیمت نہیں تھی بلکہ اس نے قریش مکہ کی زندگی کے سارے گوشوں کو بھی متاثر کیا تھا۔ جزیرہ نما عرب کے تقریباً سارے ہی لوگ بت پرست تھے اور اس بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز بھی اس وقت مکہ مکرمہ ہی تھا۔ اہل مکہ ہی دور دراز سے آنے والے زائرین کو پوجا پاٹ سکھانے اور ان سے بیش بہا نذرانے وصول کرنے والے تھے۔ اس شکست نے قریش مکہ کی نہ صرف حاکمیت کو پارہ پارہ کیا بلکہ ان کے بتوں سے متعلق عقائد باطلہ پر بھی کاری چوٹ لگائی تھی۔ کیونکہ ان کو بتوں کے استھانوں کے متولی ہونے کی وجہ سے ہی سارا عرب ان کی عزت و تکریم کیا کرتا تھا۔ اگر لوگوں کا یہ عقیدہ کمزور یا متزلزل ہو گیا تو وہ لوگ ان کی راہ میں آنکھیں نہیں بچھائیں گے اور نہ ہی پھر ان کا وہ عزت و وقار باقی رہے گا۔ یہ نقصان قریش مکہ کے لئے غزوہ بدر میں پسپائی سے کہیں زیادہ کربناک تھا۔

مزید برآں معرکہ بدر نے اب قریش مکہ کو اس تجارتی شاہراہ سے بھی محروم کر دیا تھا جس کے ذریعے وہ ملک شام اور دیگر نواحی ممالک میں بڑی آزادی اور آسانی کے ساتھ آمد و رفت رکھتے تھے۔ اور ان ہی تجارتی کاروانوں پر اہل مکہ کی معیشت کا دار و مدار تھا۔ اگر یہ تجارتی سلسلہ بند ہو جاتا تو قریش مکہ کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اور سب سے بڑی بات جو ہر لمحہ ان کے سینے میں کانٹا بن چبھتی تھی وہ ان کے ستر مقتول تھے جن میں ان کے متعدد سردار بھی تھے۔ اہل مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا۔ جہاں پر کسی کا بھائی، بیٹا یا باپ نہ مرا ہو۔ اس انتقام کی آگ نے ان کی راتوں کی نیندیں بھی حرام کر رکھی تھیں۔[45]

یہ وہ سارے اسباب و محرکات تھے جنھوں نے مکہ والوں کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ دوبارہ مسلمانوں سے نبرد آزما ہوں تاکہ جزیرہ نما

عرب میں اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو اور اپنے خداؤں کے متزلزل سنگھاسن کو گرنے سے بچا سکیں اور مسلمانوں کا خون بہا کر اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں۔ جو تجارتی قافلہ ابو سفیان واپس لانے میں کامیاب ہو گیا تھا اس کا سارا سامان ابھی تک دار الندوہ میں محفوظ تھا۔ کسی بھی حصہ دار کو اس کا حصہ نہیں ملا تھا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف کفار مکہ کو شکست سے دوچار کیا بلکہ ایمان والوں کے درمیان جو بے ایمان اور منافق چھپے بیٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی بے نقاب کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾[46]

(یہی ہے اللہ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے۔)

علامہ ابن جوزی اپنی تفسیر زاد المسیر میں درج بالا آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

(منافقین اکثر یہ دعویٰ کرتے رہتے کہ ہم بھی تمھاری طرح مومن ہیں ہم بھی خدا اور اس کے رسول کو دل سے مانتے ہیں۔ پس اللہ کریم نے غزوہ احد کے دن منافقین کے نفاق کو ظاہر کر دیا اس طرح منافقین مومنین کی صف سے نکل گئے۔)

ایسے نازک مرحلہ پر اتنی بڑی تعداد کا لشکر اسلام سے الگ ہو جانا یہ رئیس المنافقین ابن ابی کی طرف سے کافی خطرناک چوٹ تھی۔ اس کا خیال تھا کہ لشکر اسلام اس چوٹ کی تاب نہ لا سکے گا اور باقی لوگ بھی بد دل ہو کر واپس لوٹنا شروع ہو جائیں گے۔ مگر اس کی سوچ کے بالکل برعکس ہوا۔ باقی تمام لوگ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جڑے رہے اور کوئی بھی پیچھے نہ ہٹا۔ لمحہ بھر کے لیے بنی سلمہ اور بنی ثعلبہ کے پاؤں ڈگمگائے اور میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ رحمت خداوندی نے آ کر انھیں سہارا دیا اور انھیں اس فعل قبیح سے بچا لیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[47]

(جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا (اس لیے اس نے اس لغزش سے انھیں بچا لیا) اور صرف اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے مومنوں کو۔)[48]

امام ابن جوزی اس آیت مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور دو گروہوں بنی سلمہ اور بنی ثعلبہ جو کہ انصار میں سے تھے۔ جب عبداللہ بن ابی نے لشکر اسلام کو چھوڑ کر واپس جانے لگا تو ان دو قبیلوں نے بھی ان کی پیروی کرنا چاہی مگر منشاء ایزدی نے انھیں اس لغزش سے بچا لیا۔[49]

اس غزوہ کو بھی امام ابن جوزی نے بیانیہ اور مؤرخانہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ پہلے اس غزوہ سے متعلق آیت کی تفسیر میں موجود مختلف اقوال بیان کیے ہیں پھر اس کے بعد اپنے حاشیہ میں اس سارے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ساتھ میں مختصراً اسباب و علل کو بھی ذکر فرمایا۔

3۔ غزوہ بنو نضیر (ربیع الاول 4ھ)

اس غزوہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں اشارہ فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾[50]

(اے ایمان والوں یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمھاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو)

امام ابن جوزی نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس کے اسباب نزول میں چار اقوال ذکر کیے ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہود کی آپ کو قتل کرنے کی سازش سے آگاہ فرمادیا[51]

جب محمد بن مسلم نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور جا کر بنو نضیر کو میرا یہ پیغام پہنچادو

"أخرجوا من بلدی و قد أجلتكم عشراً فمن روى بعد ذلك ضربت عنقه"

(میرے شہر سے نکل جاؤ تمہیں دس دن کی مہلت ہے اس کے بعد تم میں سے اگر کوئی یہاں پر نظر آیا تو اس کی گردن اڑادوں گا۔)[52]

جب ان لوگوں کو پیغام پہنچا تو وہ کوچ کی تیاری کرنے لگے اپنے مال مویشی بھی چراگاہوں سے منگوا لیے اور اشجع قبیلے سے انھوں نے اونٹ بھی کرائے پر لے لیے۔ مگر عبداللہ بن ابی منافق نے سوید اور داعس کو بھیج کر ان کو ورغلایا کہ تم ہر گز مت نکلنا اپنی جگہ سے میں اور میرے ساتھ میری دو ہزار کی فوج تمھارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ ابن ابی کے بہکاوے میں آکر بنی نضیر نے جلاوطنی کے ارادے کو ترک کر دیا اور حضور کو یہ پیغام کہلا بھیجا کہ:

"انا لا نخرج من ديارنا و احوالنا فاصنع ماانت صانع"

"یعنی ہم اپنے گھروں اور اموال کو چھوڑ کر کسی قیمت میں نہیں نکلیں گے آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں"۔[53]

حیی بن اخطب نے یہ پیغام اپنے بھائی حیی بن اخطب کے ذریعے حضور کو پہنچایا تھا۔ اس کے بعد حیی بن اخطب نے فوراً عبداللہ بن ابی کے پاس جانا تھا اور دو ہزار لشکر کے ساتھ مدد مانگنی تھی جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ پیغام پہنچا تو اس وقت نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اپنے صحابہ کے ساتھ تھے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بات سن کر بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہا اور صحابہ نے بھی زور سے جوابی نعرہ لگایا۔ اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اب یہود سے جنگ ہو گی۔ مسلمانو! اٹھو اور بنی نضیر کے قلعوں کا محاصرہ کر لو۔ حیی بن اخطب فوراً عبداللہ بن ابی کے پاس گیا اور بتایا کہ ہم نے مسلمانوں کو یہ چیلنج دے دیا ہے لہذا اب تم دو ہزار کا لشکر لے کر ہماری مدد کو آؤ۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے بڑے اطمینان کے ساتھ جواب دیا کہ میں بنو غطفان میں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیجتا ہوں کہ وہ تمھارے ساتھ قلعوں میں داخل ہو جائیں مگر اس نے یہ کام بھی نہ کیا۔

### لشکر اسلام کی بنو نضیر کی طرف روانگی

یہ غزوہ ماہ ربیع الاول 4ھ میں ہوا۔ چنانچہ نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے دوسرے دن اپنا لشکر تیار کر کے بنو نضیر کی طرف روانہ ہو گئے اور جا کر بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ باختلاف روایات محاصرہ اکیس دن جاری رہا جب اس محاصرے نے طول پکڑا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کھجوروں کے باغات کاٹنے کا حکم دیا جب تقریباً دس ہی درخت کاٹے ہوں گے اس سے بنو نضیر کی ساری اکڑ ختم ہو گئی اور انھوں نے فوراً صلح کا پیغام بھیجا اور کہا کہ ہمیں آپکا ہر حکم منظور ہے۔ اور ہم یہاں سے کوچ کرنے پر بھی آمادہ ہیں۔ اس پر حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اب پہلے کی طرح کوچ کرنے کی آزادی نہیں۔ اب اگر تم یہاں سے جاؤ گے تو سارے ہتھیار یہیں چھوڑ کر جاؤ گے اور جو سامان تم اپنی سواریوں پر لے کر جا سکتے ہو صرف وہ مال لے جانے کی اجازت ہے۔ پس بنی نضیر کو بادل نخواستہ یہ شرطیں ماننا پڑیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ ان کو جلاوطن کرنے کی ذمہ داری حضور اکرم ﷺ نے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔[54]

اس سارے واقعے کا ذکر سورۃ الحشر میں اس طرح آیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ [55]

(وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت تم نے یہ کبھی خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انھیں ان کے قلعے بچا لیں گے اللہ (کے قہر) سے۔ پس آیا ان کے پاس اللہ (کا قہر) اس جگہ سے جن کا ان کو خیال بھی نہ تھا اور ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو۔)

بنو نضیر کے دو گھرانوں کے علاوہ باقی سارے لوگ شام چلے گئے اور یہ دونوں گھرانے حیی بن اخطب اور آل ابی الحقیق خیبر چلے گئے اور ان کی ایک جماعت حیرہ چلی گئی۔[56]

امام ابن جوزی اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بنو نضیر کا سارا مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا گیا اور انصار میں جو بہت زیادہ نادار تھے وہ تین تھے۔ ان کو بھی اس میں سے حصہ دیا گیا اور وہ تین ابو دجانہ، سہل بن حُنیف اور حارث بن الصمہ تھے۔[57]

اس غزوہ کو بیان کرتے ہوئے امام ابن جوزی نے مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں چار اقوال ذکر کیے ہیں پھر اس کے بعد اس کی مختصراً وضاحت فرمائی اور مزید وضاحت کے لیے اپنے حاشیہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ فرما دیا۔ اس غزوہ کو بھی ذکر کرتے ہوئے آپ کا انداز بیانیہ تھا۔

## خلاصہ بحث ونتائج

درج بالا بحث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ امام ابن جوزی کی تفسیر (زادالمسیر فی علم التفسیر) خالصتاً عربی کتاب ہے اور یہ فقہ حنبلی کی پہلی مکمل تفسیر ہے جس میں فقہ حنبلی کی ترجمانی کی گئی ہے۔امام ابن جوزی نے اس تفسیر کو تدریس کے لیے زبانی یاد کرنے کے واسطے تفسیر کے خلاصہ کے طور پر لکھا ہے۔اور فقہی طریقہ تحریر کو اپناتے ہوئے آیات کو جملوں کی صورت میں بیان کیا ہے تاکہ ان سے مستنبط احکام اور ان سے متعلق اقوال کو بیان کیا جاسکے۔امام ابن جوزی نے علم اللغہ، ناسخ منسوخ، علم القراءت، تفسیر بالماثور اور بالرائے المحمود اور دیگر قرآنی علوم کو شامل کیا ہے۔ان تمام خصوصیات کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام ابن جوزی کی یہ تفسیر "زادالمسیر فی علم التفسیر" کتب تفاسیر میں ایک خاص اور منفرد مقام رکھتی ہے۔

بلاشبہ امام ابن جوزی کا علمی مقام و مرتبہ بلند ہے چاہے وہ تفسیر کا میدان ہو یا حدیث اور سیرت نبوی کا آپ ہر ایک میدان کے شاہسوار تھے اور اہل علم نے آپ کی علمی آراء اور خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ لیکن کیوں کہ ہر دور میں حالات میں تبدیلی کی بنیاد پر بعض امور غور طلب رہتے ہیں جہاں مزید بہتری کے لئے کام کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح امام ابن جوزی کی تفسیر میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے جیسا کہ :

- امام ابن جوزی نے بعض مقامات پر اسرائیلیات کو ذکر کیا ہے جن کے ساتھ تائید و وضاحت کے لئے صحیح روایات میں سے شواہد و متابعات کے ذکر کرنے کی ضرورت تھی۔[58]
- بعض اوقات صحت و اسناد کے اعتبار سے امام ابن جوزی نے کچھ غیر مستند روایات بھی ذکر کیں جن پر شیخ عبدالرزاق المہدی الشامی نے غیر مستند ہونے کا حکم بھی لگایا ہے اور مزید بھی تحقیقی کام کی تاحال گنجائش موجود ہے۔[59]
- آپ نے اختصار کرتے ہوئے بعض اوقات ضروری اور قابل ذکر امور کو بھی ترک کر دیا۔ جیسا کہ سورتوں کے فضائل میں مستند اور ثابت شدہ روایات کا تذکرہ بھی نہ کرنا مثلاً معوذتین وغیرہ۔

## مصادر و مراجع


1. القرآن الکریم
2. ابن رجب، عبدالرحمن بن شہاب الدین، **الذیل علی طبقات الحنابلہ**، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ 1952ء۔
3. ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی، مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، **البدایہ والنہایہ**، ط: 1، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی 1987ء۔
4. ابو الفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی، الجوزی، **صید الخاطر**، ط: 1، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1412ھ۔
5. ابو الفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی الجوزی القرشی البغدادی، **کتاب الحدائق فی علم الحدیث والزہدیات**، ط: 1، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1988ء۔
6. ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابی شیبہ العبسی، **مصنف ابن ابی شیبہ**، ط: 1، الفاروق الحدیثہ للطباعۃ والنشر، قاہرہ۔

7. ابو عباس شمس الدین احمد بن ابو بکر بن خلکان، **وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان**، ط:1، ناشر: دار صادر بیروت، 1398ھ۔
8. ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، مترجم، ط:1، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 2012ء۔
9. ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، ط:1، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1997۔
10. احمد رضا خان، **کنز الایمان**، ط:2، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2011۔
11. امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی، **زاد المسیر فی علم التفسیر**، المکتب الاسلامی، دار ابن حزم، بیروت۔
12. پیر محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی**، ط:4، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1420ھ۔
13. شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ط:1، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، 1401ھ۔
14. علامہ سید احمد بن زینی دحلان، **السیرۃ النبویہ**، ط:1، دار الفکر بیروت، 1983ء۔
15. علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ط:7، فرید بک سٹال لاہور، 2013ء۔
16. علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری المعروف بابن الاثیر، **الکامل فی التاریخ**، ط:1، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1407ھ۔
17. محمد بن اسحاق، **کتاب السیر والمغازی** "سیرت ابن اسحاق"، ط:1، مطبوعہ دار الفکر، بیروت: 1398ھ۔
18. محمد بن یوسف الصالحی الشامی، **سبل الھدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد** (اردو)، ط:1، زاویہ پبلشرز، لاہور، 2012ء۔
19. مفتی محمد تقی عثمانی، **معارف القرآن**، ط: جدید، ادارۃ المعارف، کراچی، 2005ء۔

---

[1] ۔عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب، **الذیل علی طبقات الحنابلہ**، ط:1، ناشر: مکتبۃ العبیکان، ریاض، 2005ء، 399/2۔

[2] ۔ابو عباس شمس الدین احمد بن ابو بکر بن خلکان، **وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان**، ط:1، ناشر: دار صادر بیروت، 1398ھ، 142/3۔

[3] ۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ط:1، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، 1401ھ۔

[4] ۔ابو الفدا اعماد الدین ابن کثیر دمشقی، مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، **البدایہ والنہایہ**، ط:1، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی 1987ء 28/13۔

[5] ۔ امام علی بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری المعروف بابن الاثیر، **الکامل فی التاریخ**، ط:1، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1407ھ، 181/10۔

[6] ۔ابن رجب، **المصدر السابق**، 337/3۔

[7] ۔امام ذہبی **المصدر السابق**، 366/21۔

[8] ۔امام ابن جوزی، **صید الخاطر**، ط:1، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1412ھ۔

[9] ۔امام ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**: 367/21۔

[10] ۔ابو الفدا اعماد الدین ابن کثیر دمشقی، مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، **البدایہ والنہایہ**، ط:1، ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی 1987ء: 28/13۔

[11] ۔امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی، **زاد المسیر فی علم التفسیر**، المکتب الاسلامی، دار ابن حزم، بیروت، 2002، 11/1۔

[12] ۔**زاد المسیر**، مقدمہ: ص:9۔

[13] -**زاد المسیر**، سورۃ الفاتحہ، ص:33۔

[14] -**نفس مصدر**، آل عمران، ص:177۔

[15] -**نفس مصدر**، التوبہ، ص:565۔

[16] -**نفس مصدر**، الفاتحہ، ص:33۔

[17] -**نفس مصدر**، الفتح، ص:1316۔

[18] -**نفس مصدر**، النور:26

[19] -**نفس مصدر**، الانعام:129۔

[20] -**نفس مصدر**، الفاتحہ:1۔

[21] -**المصدر السابق**، البقرۃ:109۔

[22] -امام احمد رضا خان، **کنز الایمان**، ط:2، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2011، العلق:1تا5۔

[23] -ابن جوزی، **زاد المسیر**، العلق:5۔

[24] -امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، ط:1(دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1997)، کتاب بدء الوحی، حدیث نمبر:3۔

[25] -**کنز الایمان**، الشعراء:214۔

[26] -**صحیح بخاری**، کتاب الوصایا، حدیث نمبر:2753۔

[27] -زاد المسیر، سورۃ اللھب ۔

[28] -کنز الایمان، سورۃ الحجر:94،95

[29] -زاد المسیر، الحجر:94،95

[30] -مفتی محمد تقی عثمانی، **معارف القرآن**، ط(جدید، ادارۃ المعارف، کراچی، 2005ء)، الحجر:94۔

[31] -امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابی شیبہ العبسی، **مصنف ابن ابی شیبہ**، ط:1(الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، قاہرہ، 2008ء)، 332/7، حدیث :36565۔

[32] -**کنز الایمان**، بنی اسرائیل:1۔

[33] -زاد المسیر، بنی اسرائیل، 1۔

[34] -**کنز الایمان**، الانفال:30۔

[35] -زاد المسیر، الانفال:30

[36] -القرآن، یس:9۔

[37] -امام ابن جوزی، **کتاب الحدائق فی علم الحدیث والزہدیات**، ط:1(دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1988ء)، باب: حدیث ہجرۃ النبی ﷺ، 231/1۔

[38] -القرآن، آل عمران:123۔

[39] -القرآن، الانفال:9۔

[40]۔ زادالمسیر، آل عمران: 123۔

[41]۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی**، ط: 4 (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1420ھ)، 295/3۔

[42]۔ علامہ سید احمد بن زینی دحلان، **السیرۃ النبویہ**، ط: 1 (دار الفکر بیروت، 1983ء)، 364/1۔

[43]۔ القرآن، الانفال: 67۔

[44]۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبیؒ، **الجامع لاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی مترجم**، ط: 1 (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 2012ء)، جلد: 4، ص 123، الانفال: 67۔

[45]۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی**، ط: 4 (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور)، 1420ھ، 458/3۔

[46] ۔ القرآن، آل عمران: 179

[47] ۔ القرآن، آل عمران: 122۔

[48]۔ ضیاء القرآن، آل عمران: 122۔

[49]۔ ابن جوزی، **زادالمسیر**، آل عمران: 122۔

[50] ۔ القرآن، المائدہ: 11۔

[51]۔ ابن جوزی، **زادالمسیر**، المائدہ: 11

[52]۔ ضیاء النبی: 602/3۔

[53]۔ امام محمد بن یوسف الصالحہ الشامی، **سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد** (اردو)، ط: 1 (زاویہ پبلشرز، لاہور، 2012ء)، 457/4۔

[54]۔ امام محمد بن اسحاق مُطّلبی، **کتاب السیر والمغازی** "سیرت ابن اسحاق"، ط: 1، مطبوعہ دار الفکر، بیروت: 1398ھ، 308/1۔

[55] ۔ القرآن، الحشر: 2

[56]۔ علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ط: 7، فرید بک سٹال لاہور، 2013ء، 808/11۔

[57]۔ ابن جوزی، **زادالمسیر**، الحشر: 7،6۔

[58] ۔ ابن جوزی، **زادالمسیر**: 431/1، 277۔ 3/2، 137/518۔

[59]۔ امام عبدالرزاق المہدی کا تعلق شام سے ہے۔ آپ نے کافی کتب کی تحقیق و تخریج کی ہے جیسے تفسیر قرطبیؒ، تفسیر نسفی، تفسیر ابن کثیر، العدۃ فی شرح العمدۃ اور اللباب فی شرح الکتاب وغیرہ۔

## References


1. Abd al-Rahman bin Ahmad bin Rajab, Al-Zhail Ali Tabaqat al-Hanablah, I: 1, Publisher: Muktabat al-Abikan, Riyadh, 2005, 2/399.
2. .Abu Abbas Shamsuddin Ahmed bin Abu Bakr bin Khalqan, Death of Al-Ayyan and Baa bina al-Zaman, I: 1, Publisher: Dar Sadir Beirut, 1398 AH, 3/142.
3. Imam Shams al-Din Muhammad bin Ahmad bin Uthman al-Zahbi, Seer Al-Alam al-Nabalah, Vol. 1, Masisat al-Rasalat, 1401 AH.
4. Abu al-Fida Imaduddin Ibn Kathir Damaschi, translator: Prof. Kokab Shadani, Al-Badaiya Wal-Nahiya, Vol. 1, Nafees Academy, Urdu Bazaar, Karachi, 1987.
5. Imam Ali bin Muhammad bin Abdul Karim bin Abdul Wahid al-Shaybani al-Jazari known as Bab

al-Athir, Al-Kamal Fi al-Tarikh, Vol. 1, Dar al-Kitab al-Ulmiya, Beirut, Lebanon, 1407 AH, 10/181.
6. Ibn Rajab, Al-Masdr Al-Aqee, 3/337.
7. Imam Dhahbi al-Masdar al-Aqee, 21/366.
8. Imam Ibn Juzi, Sayyid al-Khatir, Volume 1, Publisher: Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut, Lebanon, 1412 AH.
9. Imam Dhahbi, Seer Al-Iqal al-Nabalah: 21/367.
10. Abu al-Fida Imaduddin Ibn Kathir Damaschi, translator: Prof. Kokab Shadani, Al-Badayah Wal-Nahiyah, Volume: 1, Publisher: Nafis Academy Urdu Bazaar Karachi 1987: 13/28
11. Imam Abu al-Fajr Jamal al-Din Abd al-Rahman ibn Ali ibn Muhammad al-Jawzi al-Qurashi al-Baghdadi, Zad al-Msirafi, 'Ilm al-Tafseer, Al-Muktab al-Islami, Dar Ibn Hazm, Beirut, 2002, 1/11.
12. Zad al-Masir, Muqadima: p: 9.
13. Zad al-Masir, Surah al-Fatihah, p. 33.
14. Nafs Masdar, Al Imran, p. 177.
15. Nafs Masdar, Al-Tawbah, p. 565.
16. Nafs Masdar, al-Fatihah, p. 33.
17. Nafs Masdar, al-Fath, p.: 1316.
18. Nafs Masdar, Al-Noor: 26
19. Nafs Masdar, Al-An'am: 129.
20. Nafs Masdar, al-Fatiha: 1.
21. Al-Masdr Al-Aqee, Al-Baqarah: 109.
22. Imam Ahmad Raza Khan, Kanzala Iman, Volume: 2, Maktab Al-Madinah, Karachi, 2011, Al-Alaq: 1-5.
23. Ibn Juzi, Zadlamsir, Al-Alaq: 5.
24. Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, i:1 (Dar al-Salaam for publishing and distribution, Riyadh, 1997), Kitab al-Qimd al-Wahi, hadith number: 3.
25. Kanzalaiman, Al-Shaara: 214.
26. Sahih Bukhari, Kitab Al Wasaya, Hadith No: 2753.
27. Zad al-Masir, Surah Allahab.
28. Kanzala-e-Iman, Surah Al-Hajar: 94, 95
29. Zad al-Masir, Al-Hajar: 94, 95
30. Mufti Muhammad Taqi Usmani, Ma'arif al-Qur'an, I (New, Idarat al-Ma'arif, Karachi, 2005), Al-Hajr: 94.
31. Imam Abu Bakr Abdullah bin Muhammad bin Ibrahim Abi Shiba Al-Absi, author Ibn Abi Shiba, 1:1 (Al-Farooq Hadith for publication and publishing, Cairo, 2008), 7/332, Hadith: 36565.
32. Kanzalaiman, Bani Israel: 1.
33. Zadal al-Masir, Bani Israel, 1.
34. Kanzalaiman, Al-Anfal: 30.
35. Zadal al-Masir, Al-Anfal: 30
36. Al-Quran, Ya'seen: 9.
37. Imam Ibn Juzi, Kitab al-Hadaiq fi ilm al-Hadith and asceticism, vol. 1 (Dar al-Kitab al-Ilamiyyah, Beirut, Lebanon, 1988), chapter: Hadith of the Hijra of the Prophet (peace be upon him), 1/231.
38. Al-Quran, Al Imran: 123.
39. Al-Quran, Al-Anfal: 9.
40. Zadal al-Masir, Al Imran: 123.
41. Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, I: 4 (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 1420 AH), 3/295.
42. Allama Said Ahmad bin Zaini Dahlan, Al-Sirat al-Nabawiyya, 1:1 (Dar al-Fikr, Beirut, 1983), 1/364.
43. Al-Quran, Al-Anfal: 67.
44. Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakr Qurtubi, Al-Jami Lahkam al-Qur'an

known as Tafsir Qurtubi, T:1 (Zia-ul-Qur'an Publications, Lahore, 2012).
45. Volume: 4, page 123, Al-Anfal: 67.
46. Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, I: 4 (Zia-ul-Quran Publications, Lahore), 1420 AH, 3/458.
47. Al-Quran, Al Imran: 179
48. Al-Quran, Al Imran: 122.
49. Zia-ul-Qur'an, Al-Imran: 122.
50. Ibn Juzi, Zad al-Masir, Al-Imran: 122.
51. Al-Quran, Al-Maida: 11.
52. Ibn Juzi, Zad al-Masir, Al-Maida: 11
53. Zia-ul-Nabi: 3/602.
54. Imam Muhammad bin Yusuf al-Salihi al-Shami, Sabal al-Hadi wa al-Rashad fi Sirat Khair al-Abad (Urdu), 1:1 (Zawiya Publishers, Lahore, 2012), 4/457.
55. Imam Muhammad bin Ishaq Mutalabi, Kitab al-Sair and al-Maghazi, "Sirat Ibn Ishaq", vol. 1, published Dar al-Fikr, Beirut: 1398 AH, 1/308.
56. Al-Qur'an, al-Hashr: 2
57. Allama Ghulam Rasool Saeedi, Tabiyan Al-Qur'an, Vol. 7, Farid Book Stall, Lahore, 2013, 11/808.
58. Ibn Juzi, Zad al-Masir, al-Hashr: 6,7.
59. Ibn Juzi, Zadal al-Masir: 1/277, 431. 2/518, 3/137.
60. Imam Abdul Razzaq Al-Mahdi is from Syria. He has researched and published many books such as Tafseer Qurtubi, Tafseer Nasafi, Tafseer Ibn Kathir, Al-Idah fi Sharh al-Imadah and al-Labb fi Sharh al-Katab etc.